# چھٹا پارہ

## مولانا محمد اسلم شیخوپوری

پانچویں پارہ کے آخر میں منافقوں کی مذمت تھی اور انہیں سخت ترین عذاب کی وعید سنائی گئی تھی۔اس لئے چھٹے پارہ کے شروع میں یہ بتایا گیا کہ اللہ بُری باتوں کے اظہار کو پسند نہیں کرتا مگر ضرر کا خطرہ ہو یا جو ظالم ہو اس کی مذمت کی جاسکتی ہے،لہٰذا اس پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہئے کہ اللہ نے منافقین کی پردہ دری کیوں کی ہے۔اس کے علاوہ جو اہم مضامین اس پارہ میں مذکور ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱) منافقین کی مذمت کے بعد یہود کے جرائم کا تذکرہ ہے اس لئے کہ کفر وضلال میں وہ بھی منافقین کے بھائی تھے،ان کے جرائم میں سے ایک جرم یہ بھی ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی اور انہیں باعزت طریقے سے آسمانوں پر اٹھالیا۔(۱۵۸)

(۲) یہود کے بعد اہلِ کتاب کے دوسرے گروہ یعنی نصاریٰ کا تذکرہ ہے،جن کا ایک انتہائی غلط عقیدہ یہ تھا کہ خدا ایک نہیں بلکہ تین اقنوم سے مرکب ہے یعنی باپ ، بیٹا اور روح القدس۔ نصاریٰ کو سمجھایا گیا کہ تم اپنے دین میں غلو نہ کرو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے اصل مقام سے نہ بڑھاؤ اور یہ مت کہو کہ خدا تین ہیں (۱۷۱)۔پھر جبکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور عبودیّت میں اپنی کوئی ہتک محسوس نہیں کرتے بلکہ عزت محسوس کرتے ہیں تو تم کون ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا ٹھہرانے والے۔(۱۷۲)

(۳) سورۂ نساء کے اختتام پر دوبارہ اس مضمون کا اعادہ ہے جو اس سورت کے شروع میں بیان ہوا تھا یعنی عورتوں کے معاملے کی رعایت اور قریبی ورثاء کے حقوق کا خیال۔(۱۷۶)

# سورۃ المائدۃ

سورۃ المائدۃ مدنی سورۃ ہے اوراس میں ایک سوبیس آیات ہیں ، چونکہ اس میں مائدہ (دسترخوان ) کا قصہ مذکور ہے اس لئے اس کا نام مائدہ رکھ دیا گیا ہے، یہ سورت ہجرتِ مدینہ کے بعد نازل ہوئی ،بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نزول کے اعتبار سے سورۂ مائدہ آخری سورت ہے، اس سورت میں حلال وحرام کے متعدد احکام اور تین قصے بیان کئے گئے ہیں ۔اس سورت کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں وہ آیت کریمہ بھی ہے جو حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ، اس آیت میں تکمیل دین کا اعلان کیا گیا ہے، یہ وہ آیت ہے جس کے بارے میں ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تھا۔اے امیر المؤمنین !اگر یہ آیت ہمارے اوپر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو ''یوم عید'' قرار دے دیتے ، آپ نے جواب میں فرمایا: میں اس دن کو بھی جانتا ہوں اور اس گھڑی کو بھی جانتا ہوں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی وہ عرفہ کی شام اور جمعے کا دن تھا'' گویا ہماری اس دن دو عیدیں تھیں ۔اس سورت کا جو حصہ چھٹے پارے میں آیا ہے اس میں جو اہم مضامین بیان ہوئے ہیں وہ درج ذیل ہیں :

(۱) سورت کی ابتداء میں اہلِ ایمان کو ہر جائز عہد اور عقد کے پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، خواہ وہ عہد وعقد انسان اور رب کے درمیان ہو یا انسان اور دوسرے انسان کے درمیان ہو۔ گویا یہ آیت ان احکام کو بھی شامل ہے جو اللہ نے بندوں پر فرض کئے ہیں اور بیع وشراء، شرکت، اجارہ، نکاح اور قسم جیسے تمام عقود کو بھی شامل ہے، اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نے عقود اور عہود کو کتنی اہمیت دی ہے۔

(۲) کھانے پینے کی بہت ساری ایسی چیزوں کی حرمت کا اعلان کیا گیا ہے جنہیں زمانۂ جاہلیت میں حلال سمجھا جاتا تھا، کیونکہ ان چیزوں کے کھانے میں صحت وجسم کا بھی نقصان ہے اور فکر ونظر اور دین واخلاق کا بھی نقصان ہے۔مثلاً مردار، بہنے والا خون، خنزیر کا گوشت اور وہ

جانور جسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے، البتہ اضطرار کی صورت میں جبکہ جان کو خطرہ لاحق ہوان کا کھانا جائز ہے۔ ان نجس چیزوں کے علاوہ باقی طیبات اور پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیا گیا ہے۔(۳-۴)

(۳) حلال وحرام کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنے اِس فضل وانعام کا ذکر کیا ہے کہ اللہ نے انہیں وضو اور غسل کے ذریعے ظاہر و باطن کے اعتبار سے پاک کیا ہے تا کہ وہ روحانی طور پر اللہ کے ساتھ مناجات کے لئے تیار ہوسکیں۔ بندوں پر اللہ کے فضل واحسان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پانی کے استعمال کی قدرت نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کی اجازت دی گئی ہے، کیونکہ اسلامی شریعت آسان شریعت ہے۔ اس میں قدم قدم پر بندوں کی مجبوریوں کا لحاظ رکھا گیا ہے، چنانچہ اس پارہ کے چھٹے رکوع میں فرمایا گیا ہے: ”اللہ تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کردے اور تمہارے اوپر اپنا احسان پورا کردے تا کہ تم شکر کرنے والے بن جاؤ۔“(۶)

(۴) اس پارہ کے ساتویں رکوع میں یہود کی بزدلی، ان کے فتنہ وفساد، سرکشی اور تکبر کا بیان ہے اور ان اوصاف کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو ان خرابیوں میں مبتلا ہونے سے بچا کر رکھیں۔ یہود کے ساتھ ساتھ نصاریٰ کے احوال بھی بتلائے گئے ہیں، ان سے بھی اللہ کے حکموں پر قائم رہنے کا وعدہ لیا گیا تھا لیکن انہوں نے اللہ کے عہد کو توڑ دیا جس کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں میں بغض وعداوت ڈال دی۔ باوجودیکہ یہ دونوں گروہ بہت ساری اعتقادی، عملی اور اخلاقی خرابیوں میں مبتلا تھے پھر بھی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں، اس دعوے کی تردید کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اگر واقعی تم اللہ کے محبوب ہو تو وہ تمہیں تمہارے گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے،(۱۸) اس مذمت اور تردید کے بعد انہیں دینِ حق اور خاتم الانبیاء علیہ السلام پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔

(۵) آٹھویں رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے یہود کو

اللہ کے احسانات یاد کرنے کا حکم دیا پھر انہیں ارضِ مقدس (فلسطین) میں داخل ہونے کی ترغیب دی لیکن ان بدبختوں نے اس ترغیب کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑانا شروع کردیا اور کہا: ''اے موسیٰ! ہم تو اس ملک میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہاں سے عمالقہ نہیں نکل جاتے لہٰذا تم اور تمہارا رب جا کر لڑو! ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔'' (۲۴)

(۶) بنی اسرائیل کی سرکشی اور نافرمانی کے تذکرہ کے بعد نویں رکوع میں آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا قصہ ذکر کیا گیا ہے، جس کے مطابق قابیل نے حسد کی بناء پر اپنے بھائی کو قتل کردیا، یہی حسد یہودیوں کے اندر بھی پایا جاتا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے خاتم الانبیاء علیہ السلام کی رسالت کا انکار کیا۔

(۷) اسی قصہ کی مناسبت سے ڈاکوؤں، باغیوں اور زمین میں فساد پھیلانے والوں کی سزا ذکر کی گئی ہے یعنی کسی کو سولی دی جائے، کسی کو قتل کیا جائے اور کسی کے ہاتھ پاؤں الٹی جانب سے کاٹ دیئے جائیں، (۳۳) پھر دسویں رکوع میں چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ یہ ملک کے امن وتحفظ کے لئے خطرہ بنتے ہیں، لہٰذا ان کو ایسی سزا دینا ضروری ہے جس سے دوسرے عبرت حاصل کریں ۔ یہاں یہ حقیقت پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے کہ اسلام، انسان کی جان، عزت اور مال کی حفاظت کو بڑی اہمیت دیتا ہے اور ان کے لئے خطرہ بننے والوں کے لئے ایسی عبرت ناک سزائیں تجویز کرتا ہے کہ ان کا تصور ہی انسان کو جرم کے ارتکاب سے روک دے اور ایسے لوگوں کو سر اٹھانے کا موقع نہ ملے جو اجتماعی امن کے لئے خطرہ ثابت ہوں ۔ چند ہاتھ کٹنے سے لاکھوں انسانوں کو اگر امن اور سکون میسر آجاتا ہے تو یہ گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔ آج کی دنیا جو کہ جرائم کی کثرت کی وجہ سے جہنم کا نمونہ بن چکی ہے، چیخ چیخ کر اسلامی قوانین اور حدود کے نفاذ کی دعوت دے رہی ہے۔

(۸) ڈاکہ زنی، چوری اور فساد کے احکام بیان کرنے کے بعد فسادیوں کے دو بڑے گروہوں کا تذکرہ ہے یعنی منافقین اور یہود، پہلے گروہ کا ذکر اختصار کے ساتھ ہے اور دوسرے

گروہ کا تفصیلی تذکرہ ہے۔فرمایا گیا: ''اے رسول! آپ کو وہ لوگ غم میں نہ ڈالیں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں، وہ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اوران کے دل مسلمان نہیں اور وہ جو یہودی ہیں، یہ جھوٹ بولنے کے لئے جاسوسی کرتے ہیں اور ایک دوسری جماعت کے جاسوس ہیں جو آپ کے پاس نہیں آئی۔''(۴۱)

یہود کے ساتھ ساتھ نصاریٰ کی گمراہی کا بھی بیان ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ان کو تورات اورانجیل دی گی تھی لیکن انہوں نے ان کتابوں کے مطابق اپنے فیصلے نہ کیے۔

(۹) تورات اورانجیل کے ذکر کے بعد قرآن کا تذکرہ ہے جو کہ ہدایت اور گمراہی میں فرق کرنے والا اور یہی کتابوں کا محافظ ہے۔عقائد،عبادات، معاملات اوراخلاق سے تعلق رکھنے والی کوئی ایسی نصیحت اور کوئی ایسا کام نہیں جو انسانیت کی فلاح کے لئے ضروری ہو اور کتب سابقہ میں تو ہو مگر قرآن میں نہ ہو۔

(۱۰) اس کے بعد مسلمانوں کو یہود ونصاریٰ کے ساتھ قلبی دوستی لگانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ وہ اُمتِ اسلامیہ کے سخت ترین دشمن ہیں۔فرمایا گیا: ''اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہوگا، بیشک اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔''(۵۱)

قرآن کریم کی صداقت کا زندہ معجزہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ آپس کے شدید مذہبی اور سیاسی اختلافات کے باوجود یہود ونصاریٰ مسلمانوں کے مقابلے میں متحد ہیں، تعجب تو اس بات پر ہے کہ عالمِ اسلام کے حکمران قرآن حکیم کی واضح ہدایات کے باوجود یہود ونصاریٰ سے پینگیں بڑھاتے ہیں اور ان کے اشاروں پر ''بنیاد پرست'' مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھاتے ہیں۔

(۱۱) کفار کے ساتھ جب قلبی دوستی لگائی جائے گی تو ارتداد کا بھی خطرہ رہے گا اس لیے اگلی آیات میں مسلمانوں کو ارتداد سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے کیونکہ ارتداد سے سارے اعمال باطل

اور ضائع ہو جاتے ہیں اور انسان پر ہمیشہ کے لیے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ اللہ کا دین تمہارا محتاج نہیں اگر تم مرتد ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر لوگوں کو دین کی خدمت کے لئے کھڑا کر دے گا، فرمایا: ''اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگوں کو پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں، اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ کشائش والا اور جاننے والا ہے۔'' (۵۴)

(۱۲) یہود و نصاریٰ کی دوستی سے منع کرنے کے ساتھ ساتھ سچے اہلِ ایمان سے دوستی لگانے کا حکم دیا گیا ہے، کفار کی دوستی کی قباحت کو واضح کرنے کے لئے مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ وہ اسلام کے شعائر کا مذاق اڑاتے ہیں اس لئے ان کے ساتھ دوستی کسی طور پر بھی جائز نہیں، یہود و نصاریٰ کی گمراہیوں میں سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے اسلام اور قرآن کو جھٹلایا اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا ٹھہرایا جیسا کہ چھٹے پارے کے چودھویں رکوع میں فرمایا: ''بے شک وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ وہ تین میں سے تیسرا تھا۔'' قرآن نے ان غلط نظریہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ''مسیح ابن مریم اور ان کی والدہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔'' (۷۵) ظاہر ہے کہ جو کھائے گا وہ فضلہ نکالنے کا بھی محتاج ہوگا اور جو محتاج ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

(۱۳) یہود و نصاریٰ دونوں کو دین میں ناحق غلو کرنے اور خواہشات کی اتباع کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ غلو اکثر گمراہی کا سبب بنتا ہے۔

(۱۴) چھٹے پارے کے آخری رکوع میں یہود پر اللہ کی لعنت کا سبب بتلایا ہے وہ یہ کہ: ''وہ اللہ کی نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کر جاتے تھے اور ایک دوسرے کو بُرے کاموں سے منع نہیں کرتے تھے۔''

یہ سبب ذکر کر کے اصل میں امتِ اسلامیہ کو سمجھایا گیا ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہیں وگرنہ ان پر بھی ویسے ہی اللہ کی لعنت ہوسکتی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر لعنت ہوئی۔ اور یہ بات خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روایت میں ارشاد فرمائی ہے، ترمذی میں ہے کہ آپ نے فرمایا ''جب بنی اسرائیل معاصی میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے انہیں منع کیا مگر وہ باز نہ آئے، ان کی مجلسوں میں بیٹھتے رہے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے بھی رہے چنانچہ اللہ نے ان سب کے دلوں کو ایک جیسا کر دیا اور داؤد اور عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کی زبان سے ان پر لعنت فرمائی یہ اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کر جاتے تھے......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ٹیک لگائے ہوئے تھے مگر یہ فرماتے ہوئے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے نہ تمہارا ایمان کامل ہوسکتا ہے اور نہ ہی تم اللہ کے عذاب سے نجات پا سکتے ہو جب تک کہ تم لوگوں کو (حق کی دعوت نہ دو اور) حق قبول کرنے پر آمادہ نہ کرو (اور انہیں ظلم اور معاصی سے منع نہ کرو)۔(ترمذی)

(۱۵) آخری آیت میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے سب سے سخت دشمن یہود اور مشرکین ہیں اور قرآن کے اس دعویٰ پر یہود کی پوری تاریخ گواہ ہے، البتہ جو واقعی اور حقیقی نصاریٰ ہیں وہ مسلمانوں کے لئے اپنے دلوں میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ آج ہمیں جن نصاریٰ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ حقیقت میں وہ نصاریٰ نہیں ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہیں، ان کی اکثریت تو فکر و عمل کے اعتبار سے یہود کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے، بے شمار ایسے ہیں جو ملحد اور بے دین ہیں صرف نام کے عیسائی ہیں باقی جو بچتے ہیں وہ مسخ شدہ عیسائیت پر عمل پیرا ہیں ''نصرانیت'' کہیں بھی نہیں ہے۔

پیشکش: ابوزبیر [www_alkalam_pk@yahoo.com]